'ختنہ' ہوتی تو ضروری ہوتا کہ یہود 'حنیف' ہوتے۔ دریں حالیکہ اللہ نے انھیں اس سے خارج قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوا: وَمَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ' ابراہیم یہودی اور نصرانی نہ تھا، بلکہ وہ یکسو، اطاعت گزار تھا۔ پس معلوم ہوا کہ صحیح بات یہ ہے کہ 'حنیفیت' نہ صرف ختان (ختنہ) کا نام ہے اور نہ صرف حج بیت اللہ کا۔ بلکہ اس کی حقیقت وہ ہے جو ہم نے بیان کی یعنی ابراہیم کے طریقہ پر جمنا' اس میں ان کی (مکمل) پیروی اور (بہمہ وجوہ) اقتدا اور ہم رکابی۔[۱۱۵]

حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں اس کے نظائر میں سورۂ انبیاء اور نحل کی مذکورہ بالا آیات ۲۵ اور ۳۶ نقل کی ہیں۔ اور اس کے بعد اس کے اگلے ٹکڑے :

وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ	اور یہ کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور
وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ہ (بینہ: ۵)	یہی طریقہ ہے راستی کا۔

کے سلسلے میں بہت سے علمائے امت کا یہ خیال نقل کیا ہے جو اس آیت سے استدلال کرتے ہوتے ایمان کے اندر اعمال کو داخل قرار دیتے ہیں۔ جن میں علاوہ اور لوگوں کے امام زہریؒ اور امام شافعیؒ جیسے لوگ شامل ہیں۔[۱۱۶] 'حنفا' کے سلسلے میں انھوں نے سورۂ انعام میں کی گئی اپنی گفتگو کا حوالہ دیا ہے۔ سورۂ انعام میں یہ لفظ دو مقامات پر آیا ہے۔

۱۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ	میں نے اپنا رخ موڑ دیا اس ذات کی طرف
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا	جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، یکسو
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (۷۹)	ہوکر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

۲۔ دوسری آیت کریمہ یہ ہے :

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی	(کہو کہ میرے رب نے مجھے سیدھی راہ
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا	سجھائی، ٹھیک دین، ابراہیم کا طریقہ جو یکسو
مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ	تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہو کہ میری
مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ	نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت
وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ	(سب) اللہ کے لیے ہے جو سارے
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ لَا شَرِیْکَ	جہاں کا حاکم ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں۔